ادبیات

غزل

از جناب احسان دانش

افسوس ہے احسان صاحب کی یہ مرسلہ غزل یہاں دفتر کے کاغذات میں گم ہوگئی تھی اب یہ مل گئی ہے تو شائع کی جاتی ہے۔ حضرتِ احسان سے اس غیر معمولی تاخیر کے لئے ہم معذرت خواہ ہیں۔ (برہان)

گذاری اس طرح بھی مدتوں تک زندگی ہم نے
گرجتے انقلابوں کی اڑائی ہے ہنسی ہم نے

ہمیں مستی بھی حاصل ہے ہمیں ہستی بھی حاصل ہے
کیا ہے بیخودی کے ساتھ پیمانِ خودی ہم نے

پکارا حسن نے آواز دی بڑھ بڑھ کے دولت نے
اٹھا کر آنکھ دیکھا بھی نہ دنیا کو کبھی ہم نے

کوئی پوچھے امیرِ کارواں کی کیا خطا اس میں ؟
سفر میں کیوں کمر منزل سے پہلے کھول دی ہم نے!

ابھی انساں کی آنکھوں سے اوجھل ہے مقام اپنا
ابھی دیکھا نہیں ہے زندگی کو زندگی ہم نے

بتوں میں تیرے جلوے دیکھ کر کرلی ہیں بند آنکھیں
روا رکھی نہ ترمیمِ طریقِ بندگی ہم نے

ہمیں کو حق پہنچتا ہے تری چشمِ عنایت کا
کہ ڈالی ہے تری عظمت پہ اب تک روشنی ہم نے

گماں ہونے لگا پروردگارِ آدمیت کا
بلند اتنا کیا اپنا مذاقِ بندگی ہم نے

ارے او باعثِ جوشِ بغاوت پوچھنے والے
کبھی دیکھا ہے اپنی زندگی کو زندگی ہم نے

ضمیرِ شام و قلبِ صبح اس کاوش کے شاہد ہیں
نکالی ہے اندھیروں کے لہو سے روشنی ہم نے

سمجھتے تھے اصولِ زندگی کو زندگی لیکن
تری خاطر بدل ڈالے اصولِ زندگی ہم نے

ہمارے سامنے جب حسن کی فطرت پہ حرف آیا
تو بڑھ کر جھونک دی آتشکدوں میں زندگی ہم نے

ہمارے بے ریا سجدے تھے اور تیغوں کی محرابیں
بنایا تھا شعارِ بندگی کو بندگی ہم نے

پھٹے خیموں سے، ٹوٹی کشتیوں سے، رہگزاروں سے
دیئے ہیں زندگی کو آفتابِ زندگی ہم نے
جہاں سائنس محوِ رقص ہے، حکمت غزل خواں ہے
جلائے ہیں یہاں پہلے چراغِ آگہی ہم نے
یہ اک مردوں کی دنیا ہے، یہ اک لاشوں کی بستی ہے
کہاں چھیڑا ہے احساںؔ آ کے سازِ زندگی ہم نے

قطعات

جناب طورؔ سیوہاروی

آرزو

عہدِ رفتہ کا ہر سماں اے دوست
چاہتا ہوں کہ خواب ہو جائے
اس طرح جیسے رقص و مستی میں
نعرۂ انقلاب کھو جائے

فریبِ تصوّر

یہ گلستاں، یہ منظرِ خوش رنگ
یہ بہار و شباب کا عالم
سب طلسمِ خیال ہے اے دوست
سارا عالم ہے خواب کا عالم